سیرت کی روشنی میں

جناب ڈاکٹر عبدالرحمٰن شاہ ولی صاحب

یوم میلاد النبیؐ وہ مبارک دن ہے جس میں محسن کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کی یاد تازہ کی جاتی ہے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ تاریخ کی اس نازک موقعہ پر آج کے دن ہر مسلمان کو اس بات پر غور کرنا چاہیئے کہ اسلام کی آمد سے دُنیا کی حالت دگرگوں کیوں ہوئی؟ اور انتہائی کمزور اور ضعیف بے وسائل اقوام اس کے اپنانے سے کیونکر طاقتور بن گئی؟ اور ذہنی فکری انقلاب کے علاوہ ان میں قیادت کی صلاحیتیں کس طرح یکدم رونما ہوئیں؟ پورا عالم جو کہ ظلم و فساد ذہبے راہ روی سے دوچار تھا اور ہر طرف ذہنی بیماری اور جہالت اور غلامی کا دور دورہ تھا وہ یکدم کیسے بدلا؟ اور بیمار ذہن کیونکر نہ صرف صحت یاب ہوئے بلکہ اس کے عیوب خوبیوں میں بدل گئے۔ اور انسانیت کی اصلاح کی جدوجہد کی قیادت کرنے لگے؟ یقیناً آپ ان سوالات کے جواب میں میرے ساتھ اتفاق کریں گے کہ یہ فکری، معاشی، معاشرتی اور سیاسی انقلاب اس ابدی کتاب قرآن کریم کی تعلیمات کو اپنانے کا نتیجہ تھا جو اب بھی ہمارے پاس موجود ہے۔

پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم اس کتاب کو سمجھانے اور اس کو عملی شکل دینے کے لیے تشریف لائے تھے اور جب اُن کا یہ کام پورا ہوا تو آپؐ واصل بحق ہوئے۔ آپؐ کی بعثت اور قرآن کے نزول کا مقصد اور غایت قرآن نے خود یہ بتایا ہے کہ پیغمبرؐ تم کو زندہ کرنے آئے ہیں۔ اس کی تفصیل آپ علامہ اقبال اور دوسرے اکابر اُمت کے ہاں پائیں گے جنہوں نے یہ بات بخوبی واضح کر دی ہے کہ قرآن زندگی دینے والی کتاب ہے اور قرآن سے بے بہرہ ہوتے ہیں۔

علامہ قرآن کے بارے میں فرماتے ہیں۔

فاش گویم آنچہ در دل مضمر ست — ایں کتابے نیست چیزے دیگر ست
چوں بجاں در رفت جاں دیگر شود — جاں چوں دیگر شد جہاں دیگر شود

خود قرآن نے ان لوگوں کو جو حق سے اجنبیت کے باوجود حق کے دعوے دار ہیں انہیں ٹیک لگا کر کھڑی کی گئی لکڑی سے تشبیہ دی ہے۔

بہرحال اس ابدی زندگی اور عزت اور قوت کا راستہ پیغمبر اسلام نے پوری طرح واضح کرنے کے بعد خلقِ خدا کو ہدایت اور دعوتِ حق کی امانت امت کے امین ہاتھوں میں دیا۔ آپ کے بعد صحابہ کرام اسی راستہ پر گامزن رہے اور انہوں نے زندگی کے ہر میدان میں وہ کامیابیاں حاصل کیں جس نے پوری انسانیت کو حیرت اور تعجب میں ڈال دیا۔ اب ہم اس دعوت اور ہدایت کے وارث ہیں لیکن بدقسمتی سے ہماری اپنی حالت زندگی کے ہر شعبے میں اتنی مخدوش اور ناگفتہ بہ ہے کہ ہم دوسروں کو ہدایت اور دعوت تو درکنار اپنی مشکلات پر قابو نہیں پا سکتے۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ ہم نے تعلیماتِ اسلام کو نظر انداز کیا۔ اپنے وجود اور قومی تشخص سے غفلت برتی۔ حالانکہ قرآن نے ہم کو غفلت سے روکا ہے[۱]۔ اور غفلت کی سزا ذلت کی آگ میں جلنا بتایا[۲]۔ پیغمبر اسلام جن کی زندگی ہمارے لیے بطور نمونہ پیش کی گئی ہے ہم نے اس سے رہنمائی حاصل کرنے کی کوشش نہیں کی۔ ہم نے آپ کے ارشادات پر عمل نہیں کیا۔ آپ کا ارشاد ہے کہ دین اچھے اخلاق کا نام ہے اور دین بہترین لین دین ہے اور دین امانت داری ہے۔ لیکن اگر ہم اپنے اخلاق، لین دین اور امانت داری کا جائزہ لیں تو یقیناً ہم کو اپنے مسلمان ہونے کا اندازہ ہو گا۔ آپ نے فرمایا ہے کہ جو شخص دھوکہ اور ملاوٹ میں ملوث ہے وہ ہم میں سے نہیں۔ آپ نے ہم کو احساسِ ذمہ داری دلاتے ہوئے فرمایا ہے کہ "تم میں سے ہر ایک شخص حاکم ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا"۔

اگر نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت کی روشنی میں ہم میں سے ہر ایک شخص اپنی زندگی اور کردار پر نظر ڈالے اور اپنا محاسبہ کرے اور پھر اچھے اخلاق کو اپنائے۔ لین دین میں صفائی، معاملات میں امانت داری، اور احساسِ ذمہ داری کو اپنائیں تو یقیناً بہت کم وقت میں ہم ذہنی اور اخلاقی انقلاب برپا کرتے ہوئے اپنے معاشرے کو بدل سکتے ہیں۔

تاریخ شاہد ہے کہ ذہنی انقلاب کے بغیر کوئی دوسرا انقلاب نہ کامیاب ہو سکتا ہے اور نہ ہی دیرپا ثابت ہو سکتا ہے۔ اگر ہم اپنے اسلاف کی طرح عزتِ نفس کو برقرار رکھتے ہوئے دوسروں کے حقوق اور

---

[۱] ولا تکن من الغافلین۔

[۲] ان الذین ھم عن آیاتنا غافلون اولئک ماواھم النار بما کانوا یکسبون۔

عزّت کا بھی لحاظ رکھیں اور اپنے اندر جذبہ ایثار پیدا کر کے خود غرضیوں کو بالائے طاق رکھ دیں تو ہم یقیناً ایک باعزّت اور طاقت ور قوم کی حیثیت سے خوشحال زندگی گزار سکتے ہیں۔

ہمارے اسلاف کی کامیابیوں کا راز یہی تھا کہ وہ عملی قرآن تھے۔ وہ سیرت رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں زندہ رہیں۔ وہ آپس میں نرم اور دشمن[1] کے مقابلہ میں سخت تھے۔ اگر ہم بھی یہی کردار اپنائیں تو ہم کو بھی وہی کامیابیاں حاصل ہو سکتی ہیں۔

اسلام جن حالات میں انسانیت کی اصلاح کے لیے آیا تھا تقریباً اسی قسم کے حالات آج بھی دُنیا کو درپیش ہیں اور اسلام نے جس طرح اس وقت انسانی دُکھ اور تکلیف کا علاج کیا تھا وہ آج بھی کر سکتا ہے۔ اسلام کو اپنانے سے جس طرح ماضی میں کمزور طاقت ور ہوئے، بے علم علم و دانش کے سرچشمہ بنے اور تند و سخت اور درشت اخلاق کے مالک انسانوں کے لیے اچھے اخلاق کا نمونہ بنے اس طرح آج بھی یہ ہو سکتا ہے۔ لیکن بشرطیکہ ہم اسلام کو عملی طور پر اپنائیں اور دوسروں کے لیے نمونہ بنیں۔ صرف زبان سے اقرار اور دعوے اور عمل اور قول میں تضاد خدا تعالےٰ کے ہاں انتہائی غضب کا سبب بنتا ہے[2]۔ اسی لئے تو علامہ اقبال نے کہا تھا کہ اگر اپنے اسلاف کی عزّت اور طاقت کی تلوار چاہتے ہو تو اُن کے کردار کے بازو بھی پیدا کرو۔

اگر ہم چاہیں کہ ہم صرف زبانی دعوئے اسلام سے طاقت ور اور سرخ رو ہوں اور اپنے اسلاف کا مقام حاصل کر لیں تو ہماری یہ خواہش اس لیے پُوری نہیں ہوگی کہ یہ قرآن کے اصولوں سے ٹکراتی ہے۔ قرآن نے واضح طور پر فرمایا ہے کہ "اللہ ایمان داروں اور اچھے کردار والوں سے زمین میں فساد برپا کرنے والوں جیسا سلوک نہیں کرتا اور نہ ہی بہتر کردار والوں سے بدکردار لوگوں جیسا معاملہ کرتا ہے[3]۔ اسی طرح قرآن کا ارشاد ہے کہ "کیا بُرائی کرنے والے یہ خیال کرتے ہیں کہ خُدا ان کے ساتھ زندگی اور موت کی حالت میں ایماندار اور اچھے کردار والوں جیسا سلوک کریں گے۔ یقیناً ان کا یہ خیال بہت ہی بُرا ہے[4]"۔ اگر ہم اپنے نجی اور

---

[1] محمد الرسول اللہ والذین معه اشداء علی الکفار رحماء بینهم الخ

[2] لم تقولون مالا تفعلون الخ

[3] ام نجعل الذین آمنوا وعملوا الصالحات کالمفسدین فی الارض ام نجعل المتقین کالفجار۔

[4] ام حسب الذین اجترحوا السیّات ان نجعلهم کالذین آمنوا وعملوا الصالحات سواء محیاهم ومماتهم ساء ما یحکمون۔

اجتماعی زندگی سیرت رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں بسر کرنے لگ جائیں تو ہم یقیناً اپنا رفتہ مقام بآسانی حاصل کر سکتے ہیں۔ آج دُنیا نے بڑی ترقی کی ہے لیکن اخلاق کا میدان اب بھی مسلمانوں کی رہنمائی کا محتاج ہے اور اس میدان میں انسانیت کی رہنمائی مسلمانوں کا فریضہ ہے۔

آج عالم اسلام اور پاکستان ہر قسم کے وسائل سے مالا مال ہے۔ ہم تعداد میں بھی زیادہ ہیں۔ لیکن ہم کو اتحاد، ایثار، محنت اور بہتر کردار کی ضرورت ہے۔ جب تک ہمارے اندر فکری انقلاب برپا نہیں ہوتا اور ہم میں سے ہر ایک اپنی جگہ پر درست نہیں ہوتا۔ اس وقت تک معاشرے کی اصلاح کی خاطر چاہے کوئی بھی تدبیر کی جائے وہ بے کار رہے گی۔ ہماری عزت اور طاقت کا راستہ سیرت رسول سے رہنمائی حاصل کرنے اور اسلام کی تعلیمات پر عمل کرنے میں ہے۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے کہ "جو لوگ توبہ کر کے گناہ کو چھوڑ جاتے ہیں تو اُن پر خیر و برکت کی بارش ہوتی ہے اور ان کی طاقت بڑھائی جاتی ہے[۱]" اور جن کو اللہ بے عزت کرتا ہے تو ان کو عزت دینے والا کوئی بھی نہیں[۲]۔ کیونکہ عزت اور ذلت خدا ہی کے ہاتھ میں ہے[۳]۔ اس طرح قرآن کریم نے واضح کیا ہے کہ تفرقہ اور اختلاف اور جھگڑے ناکامی اور شکست کا سبب ہے[۴]۔" ہمیں اسلام نے یہ اصول دیا ہے کہ جو لوگ اچھا کام کریں گے تو اُن کو بہتر جزا ملے گی اور وہ ہرگز ذلیل اور خوار نہ ہوں گے لیکن جو لوگ بُرے کام کریں گے تو ان کو ذلت اور خواری کا سامنا کرنا پڑے گا[۵]۔

قرآن کریم کے ان ارشادات پر غور کرنے سے ہم پر اپنے اسلاف کی قوت اور کامیابی اور اپنی ہماری کمزوری اور ناکامی کا راز بخوبی عیاں ہوتا ہے۔ اس لیے اگر ہم کو قوت، عزت اور سرخروئی کی ضرورت ہے تو ہم کو اخلاق، ایثار، اتحاد اور محنت کو اپنا کر سیرت رسول صلے اللہ علیہ وسلم اور تعلیماتِ اسلام پر عمل کرنا چاہیئے۔

---

[۱] سورہ ہود۔ ۵۲۔ [۲] سورہ الحج: ۱۸۔ [۳] سورۂ فاطر: ۱
[۴] سورہ آل عمران: ۱۵۲ [۵] سورہ آل عمران: ۱۵۷ ؎